بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

فرنچائز کاکام چونکہ آج کل کی تجارتی دنیامیں بہت پھیل گیا ہے،اور بڑی بڑی کمپنیاں (بالخصوص ملٹی نیشنل کمپنیاں) اپنی مصنوعات کی ترویج اور فروخت کے لئے عام طور پر فرنچائز کے طریقہ کے تحت ہی ڈیلروں سے معاملات کرتی ہیں،اس لئے ذیل میں پہلے فرنچائز کی حقیقت ذکر کی جاتی ہے،اس کے بعد صورت مسئولہ کاجواب دیاجائے گا۔

فرنچائز کی حقیقت مختصر الفاظ میں کیمبرج کی ڈکشنری میں یوں بیان کی گئی ہے کہ:

[C] a right to sell a company's products in a particular area using the company's name(**Cambridge** Advanced Learner's Dictionary Third Edition)

اور آکسفورڈ کی ڈکشنری میں یہ تعریف کی گئی ہے کہ:

Formal Permission given by a Company to sb who wants to sell its goods or services in a particular area.(**Oxford** Dictionary 8th Edition)

ان دونوں تعریفوں کاحاصل یہ ہے کہ کسی مخصوص علاقے میں کسی کمپنی کی مصنوعات اسی کے نام سے فروخت کرنے کے حق اور اجازت نامہ کو فرنچائز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جبکہ "الموسوعۃ العربیۃ العالمیۃ" میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ مزید وضاحت کی گئی ہے:

Franchise الإعفاء

الإعفاء في التجارة والأعمال (الفرانشايز) نوع من اتفاقيات الأعمال التجارية. وبموجب هذه الاتفاقيات **تمنح الشركة أو الفرد أو المصلحة الحكومية شركة أخرى أو فردًا حق بيع سلع أو خدمات لفترة محددة وفي مكان معين**. ويسمى هذا الحق أيضًا امتيازًا. وهناك نوعان أساسيان من اتفاقيات الامتياز :الخاص والعام

الامتياز الخاص .طريقة شائعة لإدارة الأعمال. ووحدات الامتياز تشمل أعمالاً تجارية مثل هوليداي إن وكنتاكي، وفرايد تشيكين، وماكدونالد، وبيتزا هت.

ومقتضى اتفاقية الامتياز **يدفع الشخص الذي يشتري هذا الامتياز رسمًا للمانح (البائع) ليحصل على الحق. وقد يدفع المشتري نسبة مئوية من مبيعات الشركة للجهة البائعة وفي المقابل يقدم البائع خدمات** مثل تدريب العاملين، والمساعدة

المالية، والإعلان. وبالإضافة إلى ذلك، يسمح البائع عادة للمشتري باستخدام اسمه التجاري الذي يكون عادة معروفًا لدى الجميع، وهذه الميزة تكون ذات قيمة كبيرة للمشتري، وعلى سبيل المثال، إذا كانت هناك عائلة مسافرة عبر مدينة غير معروفة وقد حان وقت الطعام، ورأت العائلة ثلاثة أماكن وأرادت التوقف في أحدها لتناول الطعام، فإنها ستتوقف بلاشك أمام المكان الذي يحمل اسمًا تجاريًا معروفًا لديها. يحدث ذلك بالرغم من أن الناس الذين يتناولون وجباتهم في أي واحد من الأماكن الثلاثة يعرفون أن طعامهم على نفس القدر من الجودة. ومن المحتمل أن تتعرف هذه العائلة على اسم المحل لأنها قد تناولت الطعام في الماضي في مطعم يحمل نفس الاسم.

مطلب:

"یعنی تجارت اور خدمات میں فرنچائز ایک قسم کے معاہدے کا نام ہے جسکی رو سے کوئی کمپنی/شخص یا سرکاری ادارہ، دوسری کمپنی یا شخص کو متعین علاقے میں طے شدہ مدت تک کے لئے مصنوعات اور خدمات(services) کے فروخت کرنے کا حق دیتا ہے۔ اس حق کو خریدنے والا(franchisee) فروخت کرنے والے(franchisor) کو فیس ادا کرتا ہے، بعض مرتبہ وہ کمپنی کی مصنوعات کے فروخت کے تناسب سے کمپنی کو مخصوص فیصدی حصہ ادا کرتا ہے۔ جبکہ اس کے بدلے میں کمپنی یا متعلقہ ادارہ (franchisor) اسے مختلف سروسز مہیا کرتا ہے، مثلاً ملازمین کی تربیت، تشہیر اور مالی تعاون وغیرہ۔ مزید برآں متعلقہ ادارہ اپنا تجارتی مارکہ(goodwill) استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے جسکی عام طور پر مارکیٹ میں بہت زیادہ قیمت اور اہمیت ہوتی ہے۔"۔

اس تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ فرنچائز کے کاروبار میں کبھی کمپنی صرف اپنا نام دینے کے عوض فرنچائز لینے والے سے اجرت لیتی ہے اور کبھی فرنچائز کے لئے متعلقہ خدمات سرانجام دینے پر، فرنچائز لینے والے سے اجرت کا مطالبہ کرتی ہے۔

اس تمہید کے بعد سوال میں مذکور فرنچائز کی صورتوں کا حکم یہ ہے کہ:

الف:۔۔۔سوال میں مذکور معاملہ خرید وفروخت کا ہو یا وکالت کا (یعنی فرنچائز لینے والا، کمپنی کا تنخواہ دار ملازم اور کمپنی کا ہی سامان بیچنے کا ایجنٹ ہو یا کمپنی اور فرنچائز لینے والے کے درمیان بنیادی معاملہ تو سامان کی خرید وفروخت کا ہی ہو لیکن چونکہ کمپنی کی شہرت کی وجہ سے لوگ سامان خریدنے کی طرف رغبت رکھتے ہیں اس لئے فرنچائز لینے والا، کمپنی سے خریدا ہوا سامان بیچنے کے لئے مذکورہ کمپنی کا نام استعمال کر کے کمپنی کو اس کا عوض ادا کرتا ہو) تو مذکورہ معاہدے کی شق نمبر

(۴،۳،۲) کا باہمی رضامندی سے طے کرنا صحیح ہے کیونکہ یہ شرائط ایسی ہیں جو اگرچہ مقتضیٰ عقد کے تو خلاف ہیں لیکن آج کل تجار کے ہاں چونکہ اس پر عرف جاری ہو چکا ہے اور جن شرائط پر عرف جاری ہو جائے اور وہ کسی نص کے خلاف بھی نہ ہوں تو احناف ؒ کے ہاں اس کی گنجائش ہوتی ہے ۔(دیکھئے "المعاییر الشرعیہ، رقم المعیار ۹، ص ۱۴۸، وتقریر ترمذی، ۱/ ۱۰۹ ")

البتہ جہاں تک شق نمبر ایک (۱) یعنی صنعتی ادارے کا نام استعمال کرنے کے عوض اس ادارے کو مخصوص رقم بطورِ اجرت دینے کی بات ہے تو واضح رہے کہ یہ معاملہ "اجارۃ" یعنی کرایہ داری کا ہے، یعنی فرنچائز لینے والا، مخصوص مدت کے لئے کمپنی کا نام استعمال کرنے کے عوض طے شدہ معاوضہ کمپنی کو دیتا ہے، اس طرح کرایہ داری کا معاملہ کرنا اگرچہ درست نہیں کیونکہ اجارہ اعیانِ حسیہ اور مادی اشیاء کا ہوتا ہے، غیر مادی اشیاء کا اجارہ صحیح نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ ٹریڈ مارک اور گڈ ول وغیرہ اعیانِ حسیہ میں سے نہیں ہیں بلکہ ایک معنوی چیز ہیں اس لئے اسے کرایہ پر لینا دینا درست نہیں ہونا چاہئے، تاہم عصرِ حاضر کے محقق علماء کے نزدیک اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض اشیاء کو اعیان کے ساتھ ملحق کرنے میں عرف کا بڑا دخل ہے کیونکہ علامہ ابنِ عابدین شامی ؒ کے مطابق مالیت، لوگوں کے مال بنانے سے ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ زمانے میں تجارتی نام اور ٹریڈ مارک کی رجسٹریشن کے بعد تاجروں کے عرف میں یہ حق، بڑی قیمتی چیز اور اعیان "مادی اشیاء" کے حکم میں ہو گیا ہے تو جس طرح اس حق کی خرید و فروخت کو جائز کہا گیا ہے، اسی طرح اگر کوئی ٹریڈ مارک باقاعدہ قانونی طور پر رجسٹرڈ ہو تو اس کو اعیان کے ساتھ ملحق کر کے اجارہ کی دیگر شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس حق کو کرایہ پر لینے دینے کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے، بالخصوص جب کہ پوری دنیا میں فرنچائز کے معاملات اسی طرح ہو رہے ہوں تو اس کی ضرورت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

البتہ یہ بات واضح رہے کہ کمپنی کا نام استعمال کرنے پر اجرت کا مطالبہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب فرنچائز لینے والا، کمپنی کا سامان بیچنے کا وکیل اور تنخواہ دار ملازم نہ ہو، اگر فرنچائز میں موجود سامان کمپنی کی ہی ملکیت ہو اور فرنچائز لینے والا کمپنی کا ہی ملازم ہو تو اس وقت محض نام استعمال کرنے کی وجہ سے کمپنی کا اس سے اجرت کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہو گا۔

(حقوق کی خرید و فروخت سے متعلق تفصیلی بحث کے لئے "**بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرۃ**" مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور "**جدید معاشی نظام میں اسلامی قانونِ اجارۃ**" مؤلفہ حضرت مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی صاحب زید مجدہم، کا مطالعہ فرمائیں
)

دار الافتاء

الموسوعۃ العربیۃ العالمیۃ:

العلامۃ التجاریۃ

Trademark

وتُصبح العلامة التجارية ملكًا خاصًا للشخص الذي قام بتسجيلها. وبمجرد تسجيل العلامة التجارية فإنه لايمكن لغير المالك أن يستعملها، أو أن يستعمل علامة مشابهة لها بغرض إرباك المستهلكين. وبما أن العلامة التجارية ملك خاص؛ فمن الممكن تأجيرها للمصانع الأخرى. وغالبًا ما يحدث ذلك عندما تسمح إحدى الشركات لشركة أخرى بتصنيع المنتجات نفسها في بلد أجنبي.

حق المؤلف

Copyright

حقوق المالك .يتضمن حق المؤلف حق الاستئثار بإنتاج وتوزيع النسخ والمصنفات المسجلة للعمل المحمي. ولكن في الحالة التي يتم فيها بيع نسخة من المصنف، يحق للمشتري أن يتصرف فيها بالبيع أو الإيجار دون إذن المؤلف

الفتاوى الهندية – (4 / 411)

ومنها أن تكون المنفعة مقصودة معتادا استيفاؤها بعقد الإجارة ولا يجري بها التعامل بين الناس فلا يجوز استئجار الأشجار لتجفيف الثياب عليها

وفي المعايير الشرعية: (148)

۴/۱/۵ يجب على المستأجر التقيد بالاستعمال الملائم للعين المؤجرة أو بالمتعارف عليه، والتقيد بالشروط المتفق عليها المقبولة شرعاً. كما يجب تجنب الحاق ضرر بالعين بسوء الاستعمال أو بالتعدى أو بالاهمال۔

ب:۔۔۔ مذکورہ صورت میں اگر فرنچائز لینے والا، اشیاء کی تیاری میں اسی معروف کمپنی کی شرائط، معیار اور طریقہ کار کو ملحوظ رکھتا ہو اور خریدار کے حق میں کسی بھی قسم کے دھوکے اور التباس کا خدشہ نہ ہو نیز قانونی طور پر بھی ایسی اجازت دینا کمپنی کے اختیارات میں شامل ہو تو کمپنی کے لئے فرنچائز لینے والے شخص سے، سوال میں مذکور معاملہ کرنے اور کمپنی کا نام استعمال کرنے پر اجرت لینے کی گنجائش ہوگی۔

ج: ۔۔۔ اگر متعلقہ اداروں کے نام قانونی طور پر رجسٹرڈ ہوں، اگرچہ خدمات فرنچائز لینے والا ہی مہیا کرے تو اس صورت میں بھی مذکورہ بالا شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرنچائز لینے والے کے لئے، کسی رجسٹرڈ ادارے کا نام کرائے پر لینا اور اس کے عوض مخصوص رقم ادا کرنا درست ہے۔

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں رقم کی ادائیگی (خواہ ادارے کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہو یا متعلقہ ادارے کی وقتاً نگرانی اور دیگر خدمات کا معاوضہ ہو، یک مشت دی جائے یا ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر دینا طے ہو) کے لئے سوال میں

مذکور صورتوں میں سے صرف پہلی صورت جائز ہے باقی دونوں صورتیں جائز نہیں ہیں، کیونکہ متعلقہ ادارہ اور فرنچائز لینے
والے کے درمیان ہونے والے مذکورہ معاملے کی شرعی حیثیت، شرکت یا مضاربت کی نہیں بلکہ اجارہ کی ہے (یعنی محض
کمپنی کا نام استعمال کرنے یا کمپنی کی دیگر خدمات حاصل کرنے کے عوض کرایہ دینا) اور اجارہ میں اجرت کا متعین ہونا ضروری
ہے مستاجر کے ہونے والے موہوم نفع میں سے اجرت کے طور پر کچھ فیصد طے کرنا یا کل آمدنی پر کچھ رقم متعین کرنا جائز
نہیں ہے۔

البتہ ان کے جواز کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ کمپنی، فرنچائز لینے والے سے اپنا نام استعمال کرنے کے
عوض ہر ماہ کچھ لَم سَم رقم اور منافع یا کل آمدنی کا کچھ فی صد مقرر کرلے تو اس صورت میں اگرچہ منافع یا کل آمدنی مجہول ہے
لیکن اگر یہ جہالت مفضی الی النزاع نہ ہو (جیسا کہ عموماً ان معاملات میں نہیں ہوتی) تو اس طرح اجرت طے کرنا عقد کے
لئے مفسد نہیں ہوگا کیونکہ اجرت میں وہ جہالت مفسدِ عقد ہوتی ہے جو مفضی الی النزاع ہو، لہٰذا پہلے سے مخصوص و متعین
اجرت طے کرکے، فرنچائز کے ہونے والے منافع سے بھی فی صد کے اعتبار سے یا کل آمدنی پر کچھ متعین رقم بطور اجرت
وصول کرنے کی گنجائش ہے۔

لیکن اگر آئندہ تجربات سے معلوم ہو کہ اس جہالت کے باعث، اجیر و مستاجر (کمپنی اور فرنچائز لینے والا) کے
درمیان نزاعات پیدا ہونے لگے ہیں جو حسابات سے بھی مرتفع نہیں ہوتے تو اس وقت سے اس اجارہ کو فاسد قرار دیا جائے گا۔

(اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے "نوادر الفقہ" مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب زید مجدہم، کا مطالعہ فرمائیں)

وفي الهداية:(٣/٢٩٧)

باب الأجر متى يستحق "الأجرة لا تجب بالعقد وتستحق بأحد معان ثلاثة: إما بشرط التعجيل، أو
بالتعجيل من غير شرط، أو باستيفاء المعقود عليه".

وفي شرح مجلة(١/٢٦٥)

يعتبر و يراعى كل ما اشترط العاقدان في تعجيل الأجرة وتأجيلها.

الدر المختار – (6 / 46)

(تَفْسُدُ الْإِجَارَةُ بِالشُّرُوطِ الْمُخَالِفَةِ لِمُقْتَضَى الْعَقْدِ فَكُلُّ مَا أَفْسَدَ الْبَيْعَ) مِمَّا مَرَّ
(يُفْسِدُهَا) كَجَهَالَةِ مَأْجُورٍ أَوْ أُجْرَةٍ أَوْ مُدَّةٍ أَوْ عَمَلٍ، وَكَشَرْطِ طَعَامِ عَبْدٍ وَعَلَفِ دَابَّةٍ
وَمَرَمَّةِ الدَّارِ أَوْ مَغَارِمِهَا وَعُشْرٍ أَوْخَرَاجٍ أَوْ مُؤْنَةِ رَدٍّ أَشْبَاهٌ

حاشية ابن عابدين (6 / 47)

(قَوْلُهُ وَكَشَرْطِ طَعَامِ عَبْدٍ وَعَلَفِ دَابَّةٍ) فِي الظَّهِيرِيَّةِ: اسْتَأْجَرَ عَبْدًا أَوْ دَابَّةً عَلَى أَنْ يَكُونَ
عَلَفُهَا عَلَى الْمُسْتَأْجِرِ، ذَكَرَ فِي الْكِتَابِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ.

وقال الفقيه أبو الليث: في الدباغة نأخذ بقول المتقدمين، أما في زماننا فالعبد يأكل من مال المستأجر عادة اهـ. قال الحموي: أي فيصح اشتراطه.
واعترضه ط بقوله فرق بين الأكل من مال المستأجر بلا شرط ومنه بشرطه اهـ.
أقول: المعروف كالمشروط، وبه يشعر كلام الفقيه كما لا يخفى على النبيه، ثم ظاهر كلام الفقيه أنه لو تعورف في الدباغة ذلك يجوز تأمل.

حاشية ابن عابدين – (6 / 63)

مطلب في أجرة الدلال [تنبيه]

قال في التتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام... **واللہ سبحانہ وتعالی أعلم بالصواب**

محمد وقاص

محمد وقاص
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲/ذوالحجہ/۱۴۳۴ھ
۸/اکتوبر/۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
محمود اشرف غفر اللہ
۲/۱۲/۱۴۳۴ھ

مفتی
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
محمد عبد المنان
۲/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
۲/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۲/۱۲/۱۴۳۴ھ

نائب مفتی
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۵۶۷
مورخہ ۲/۱۲/۳۴ھ
۹/۱۰/۲۰۱۳ء
جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
۱/۱۲/۱۴۳۴ھ